پاکستان: تبشیری دلچسپیاں

[ہفت روزہ ''کرسچن وائس'' نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں فادر جیمس فلیمنگ کا ایک مضمون Missionary Concerns شائع کیا ہے۔ فادر فلیمنگ ۱۹۷۹ء سے پاکستان میں تبشیری سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اِس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ ایک غیر ملکی مبشّر پاکستان کے معاشرے اور اپنے تبشیری فرائض کو کس طرح دیکھتا ہے۔ مدیر]

پاکستان میں زیادہ تر لوگ مسلمان ہیں۔ مساجد کے میناروں سے دن کے پانچ وقت بلند ہونے والی اذان اِس کا مسلسل احساس دلاتی رہتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والے، مسیحی اور ہندو وسیع اسلامی ماحول میں ایک مختصر اقلیت ہیں۔

کولمبن مبشّرین پہلی بار ۱۹۷۹ء میں پاکستان آئے تھے۔ ہم جن لوگوں کے درمیان رہتے اور کام کرتے ہیں، ان سب مختلف مذہبوں کے حاملین تک اپنا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، کیونکہ ہم سب خدائے واحد کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں۔ پاکستان میں ایک مبشّر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے ایک پیغام رکھتے ہیں، اور اُن کے ساتھ دوطرفہ طور پر ایک دوسرے کو قبول کرنے اور سمجھنے کے مکالمے میں شریک ہیں۔ دوسرے لفظوں میں لوگوں کے ساتھ وقت گزارنا، اُن کی میزبانی قبول کرنا، اُنہیں سننا اور اُن سے سیکھنا ہے۔ ہم سب زندگی کی یکساں خواہشوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں، اور امن و مسرت کے متمنی ہیں، کیونکہ ہم ایک ہی سڑک پر اکھٹے سفر کر رہے ہیں۔

کولمبن یہاں لوگوں تک ابتدائی تعلیم کے راستے رسائی حاصل کرتے ہیں۔ زیادہ تر بچے، بالخصوص دیہی علاقوں میں، سکول نہیں جاتے۔ ہم صحت کے پروگراموں کے ذریعے بیماروں کی

خدمت میں جاتے ہیں۔ تمام پسے ہوئے لوگوں، بالخصوص خواتین، بچوں اور جبری مشقت کرنے والوں کے لیے ہم مسلمانوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر حصولِ انصاف کی جدوجہد کرتے ہیں۔

خواتین بہت محنتی ہیں، اور وہ خاندان کے زیادہ تر کاموں ـــ کھانے پکانے، کنوؤں سے پانی نکالنے، کپڑے دھونے اور مویشیوں کے لیے چارہ لانے ـــ کا بوجھ اٹھاتی ہیں۔ خواتین سے توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ روزگار کے ساتھ گھر کے چھوٹے چھوٹے تمام کام بھی کریں۔

یہاں خواتین کا عمومی مقام بہت گھٹیا ہے۔ خواتین برابر کی حصہ دار نہیں، اور اُن کی ناخواندگی عدمِ مساوات کا ایک ثبوت ہے۔ لڑکیوں میں ناخواندگی عام ہے، بہت ہی کم لڑکیوں کو، بالخصوص دیہی علاقوں میں، سکول جانے کا موقع ملتا ہے۔

پاکستان میں یکے بعد دیگرے آنے والی سب حکومتوں کا ہدف رہا ہے کہ ۲۰۰۰ء تک تعلیم سب کے لیے ہوگی۔ بیسویں صدی کے اختتام پر یہ ہدف ہنوز ایک مثالی تصور ہے، کیونکہ پاکستان کی جاگیردار قیادت عمومی تعلیم کو [اپنے خلاف معاشرتی] انقلاب کا پیش خیمہ خیال کرتی ہے۔

کولمبن برادری نے اُن دور دراز دیہات میں سکول قائم کیے ہیں، جہاں حکومتی نظام کا بہ مشکل ہی کوئی وجود ہے۔ والدین کو آمادہ کرنے کے لیے، کہ وہ اپنے بیٹوں ہی کو نہیں، بلکہ بیٹیوں کو بھی سکول بھیجیں، ہم نے قصبوں میں بھی سکول قائم کر رکھے ہیں۔

تمام لڑکیاں تعلیمِ بالغاں کی جماعتوں میں نہیں آتیں، لیکن اُنہیں گھر کے چھوٹے موٹے کاموں سے جب بھی فراغت ملتی ہے، وہ کپڑے سینے اور بیل بوٹے کاڑھنے میں دلچسپی لیتی ہیں، اور سوزن کاری، بالخصوص ٹکڑے جوڑ کر رضائیوں کے غلاف تیار کرنے میں اپنی تخلیقی صلاحیتیں صرف کرنا پسند کرتی ہیں۔

خواتین کو سیمیناروں میں شرکت کی دعوت بھی دی جاتی ہے جہاں وہ اپنے حقوق سے آگاہی

حاصل کرتی ہیں، اور باہم ہنسی مذاق کے ساتھ ساتھ بطور انسان اپنے احترام کے بارے میں آگاہ ہوتی ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں بچے خاص طور پر غیر محفوظ ہیں، اور اکثریت کو سکول جانے کے مواقع کبھی نہیں ملتے۔ اُن سے توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنے والدین کی طرح محنت مشقت کر کے، خاندان کی آمدنی میں اضافہ کریں گے۔ بچے اکثر مقررہ اوقات سے زیادہ کام کرتے ہیں، اُن کا ماحول غیر صحت مندانہ ہوتا ہے، اور اُنہیں کام کی نسبت کم اجرت دی جاتی ہے، اور پیٹ بھر کر وہ کھانا بھی نہیں کھاتے۔ آجروں کے ہاتھوں بچوں کے ساتھ زیادتی اور بدسلوکی کا عمومی خطرہ رہتا ہے، مزدور بچوں کو ملازمت کے بنیادی حقوق تک نہیں دیے جاتے۔ پاکستان میں بچوں سے مشقت لینا غربت، ناانصافی اور استحصال کی عکّاس ہے۔

کولمبن برادری تپِ دق کے خاتمے کی کوششوں میں شریک ہے۔ آج کل تپ دق کے مریضوں کی تعداد نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ زیادہ تر غریب لوگ اِس مہلک بیماری کا شکار ہیں جنہیں بنیادی ضروریاتِ زندگی، خاص طور پر مناسب خوراک دستیاب نہیں۔ ''ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن'' کو پاکستان میں تپ دق کی موجودگی پر تشویش ہے کہ اِس پر قابو پانے کے لیے ضروری کوششیں نہیں کی جارہیں۔

ایک ایسے ملک میں جہاں کرپشن اور استحصال قابو سے باہر ہو، انصاف کے لیے کام کرنا ہمارے مشن کا ایک اہم حصہ ہے۔ دوسروں، بالخصوص عورتوں کو، اِس قابل بنانا کہ وہ اِس جدوجہد میں شامل ہو جائیں، ایک بڑا چیلنج ہے۔ ہم یہ کام مسلمانوں، ہندوؤں اور اُن سب کے ساتھ مل کر کرتے ہیں جنہیں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ سے دلچسپی ہے۔ اِس کام کا ایک حصہ یہ ہے کہ استحصال کے شکار لوگوں کی تکلیفیں سننے اور ان کا ازالہ کرنے کے لیے گروپ بنائے جائیں، ان گروپوں میں کام کا جذبہ پیدا کیا جائے اور اُنہیں تربیت دی جائے۔ یہ گروپ عوام میں اپنے بنیادی حقوق کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔ وہ میکاہ رسول کے اِن

الفاظ سے تقویت حاصل کرتے ہیں: ''خداوند تجھ سے اِس کے سوا کیا چاہتا ہے کہ تو انصاف کرے اور رحم دلی کو عزیز رکھے اور اپنے خدا کے حضور فروتنی سے چلے (میکاہ ۶:۸)۔''

پاکستان میں زندگی کے سب ہی شعبوں میں خداوند کی موجودگی کا احساس سرایت کیے ہوئے ہے، یہ صرف مسیحی برادریوں ہی میں نہیں۔ یہاں کے سبھی لوگ جب خوشی، غم اور مشترکہ خواہشات کے لیے اکھٹے ہوتے ہیں، اپنے آپ کو خداوند کے حضور پیش کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کے لیے اُس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں، ہم اس کی موجودگی کو ''کلام'' اور ساکرامنٹ کی شکل میں مناتے ہیں، ہم پُراعتماد ہیں کہ جو ہمارے درمیان ہے، وہ ہماری دعائیں سنے گا۔

آخرالامر، پاکستان میں بطور مبشر ہماری موجودگی کا سبب یسوع مسیح کی منادی ہے، اُس کی زندگی، مشکلات، موت اور دوبارہ جی اٹھنے کی گواہی دینا ہے۔ وہ [خداوند] دُنیا میں اِس لیے آیا تھا کہ غریبوں کو خوشخبری دے، قیدیوں کے لیے آزادی کا اعلان کرے، اندھوں کو بینا کر دے، پسے ہوئے لوگوں کو اُن کی مشکلات سے آزاد کر دے اور اِس بات کی منادی کرے کہ وہ وقت آ گیا ہے جب خداوند خدا اپنے بندوں کو نجات دے گا، یہی ہمارا مشن ہے۔ (''دی کرسچن وائس''۔ کراچی، ۲۰ جون ۱۹۹۹ء)

''لبریشن تھیالوجی'' کی پیش رفت کے دس سال

[لاطینی امریکہ کے کیتھولک مذہبی رہنما ویٹی کن کی ہدایات نظرانداز کرتے ہوئے اپنے ملکوں کی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں، اُنہوں نے عالمی سرمایہ داری کے بالمقابل معاشرتی اور اقتصادی عدل وانصاف کے لیے مذہبی بنیادوں پر جدوجہد شروع کی، اور اشتراکی سیاست دانوں کے ساتھ تعاون شروع کیا۔ اُنہوں نے اپنے نقطۂ نظر کو ''لبریشن تھیالوجی'' کا نام دیا۔ ویٹی کن نے